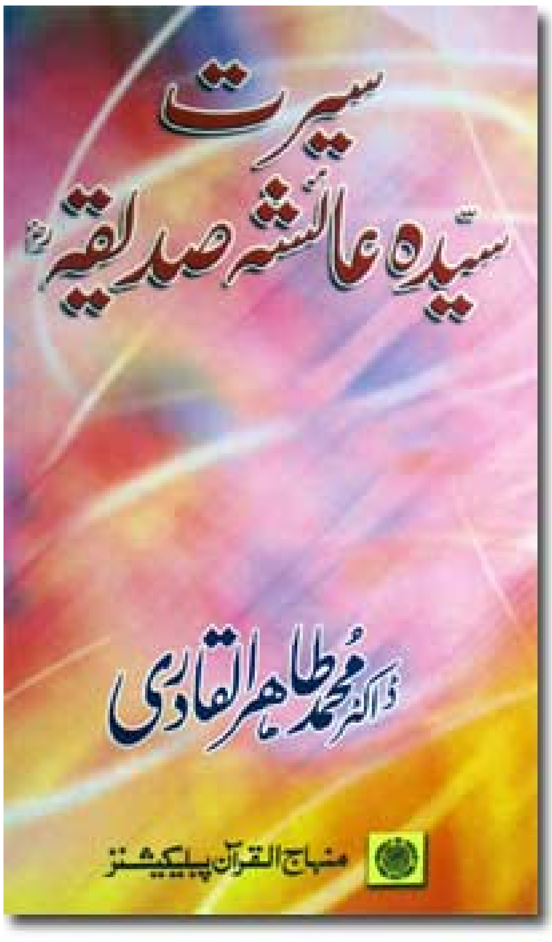
سیرت
سیدہ عائشہ صدیقہ
ڈاکٹر محمد طاہر القادری
منہاج القرآن پبلیکیشنز

سیرتِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تحقیق

ضیاء نیر ۔ محمد نعیم انور نعمانی

منہاج القرآن پبلیکیشنز

۳۶۵ / ایم ماڈل ٹاؤن ★ لاہور

فون ۵۸۶۳۹۵۱

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب ——— سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

خطاب ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تحقیق ——— ضیاء نیر محمد نعیم انور نعمانی

کتابت ——— محمد اخلاق چشتی

اشاعت بار اول ——— اکتوبر ۹۳ء (۲ ہزار)

اشاعت بار دوم ——— ستمبر ۹۵ء

تعداد ——— ۲ ہزار

قیمت ——— ۱۶ روپے

مطبع ——— منہاج القرآن پرنٹرز

نوٹ:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی تمام تصانیف اور خطبات و تقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے ادارہ منہاج القرآن کے لئے وقف ہے

ناظم نشر و اشاعت

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی-۱) ۴-۱/۸۰ - پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴ء
گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۰-۴-۲۰ ای جنرل وایم ۴/۹۰-۳، مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء
اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۱۱۴۴۲-۶۷ - این-۱/اے-ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۹ء
کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں
کے لئے منظور شدہ ہیں

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	تذکارِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۰
۲	منفرد فضیلت و اعزاز	۱۱
۳	حسنِ صورت و سیرت کی مرقع عظیم شخصیت	۱۳
۴	مغربی مستشرقین کے بے سروپا الزامات اور ان کی حقیقت	۱۴
۵	معاصرین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و فضیلت	۱۵
۶	زہد و ورع اور سخاوت و فیاضی کا مقام	۱۷
۷	تزویجِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانچ اسباب	۱۹
۸	جملہ امہات المومنین میں نمایاں مقام	۲۱
۹	حضرت عائشہ صدیقہ کی منفرد فضیلتیں	۲۲
۱۰	فضیلت میں مکہ بڑھ کر ہے یا مدینہ ؟	۲۳
۱۱	زمین کا ٹکڑا رشک آسماں	۲۴
۱۲	مبارک ازدواجی زندگی کے چند مظاہر	۲۵
۱۳	طبع مبارک میں ناز برداری، دلجوئی اور مزاح کا پہلو	۲۹
۱۴	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہتانِ مبین اور واقعہ افک	۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ
بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ
وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ

عَظِيمٌ

پیش لفظ

ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد بقیہ تمام میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہایت ہی اعلیٰ وارفع اور قابل رشک مقام حاصل ہے' آپ معاصر صحابہ اور صحابیات میں طبعی ذہانت وفطانت' فراست ومتانت اور وسعت علمی کے اعتبار سے ایک امتیازی شان رکھتی تھیں کم وبیش آٹھ ہزار صحابہ اور صحابیات نے علمی وفقہی معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ سے سلسلہ تلمذ قائم کیا آپ سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی وعائلی زندگی کے احوال و معاملات کو امت تک آپ نے اس احسن انداز سے پہنچایا ہے کہ کوئی گوشہ تشنہ ونامکمل نہیں رہا۔ آپ خداداد ذہانت اور حیرت انگیز حافظہ کی مالک تھیں آپ کی روایات سے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت مقدسہ کے ان گوشوں اور پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کی گھریلو زندگی میں تقسیم کار کیا تھی' ازواج مطہرات سے آپ کا سلوک کیسا تھا' آپ کی راتیں کیسے بسر ہوتی تھیں' آپ کتنا سوتے اور کتنا جاگتے تھے اور کس قدر رات کو عبادت وریاضت کرتے' کیسے ہم کلام ہوتے کب غصہ آتا اور کب خوش ہوتے تھے وغیرہ------ شریعت کے بہت سے مسائل جن سے بیشتر خواتین کے متعلق ہیں وہ آپ سے اور دوسری ازواج مطہرات کے ذریعے ہمیں معلوم ہوئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فقہی امور پر کامل دسترس حاصل تھی اور علم کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس کے بارے میں آپ کو کمال درجے کی معلومات نہ ہوں آپ قرآن پاک کی حافظہ تھیں' بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اپنے اختلافی مسائل آپ کے سامنے پیش کرتے آپ اپنی اجتہادی بصیرت اور وسعت علمی سے انہیں حل کردیتیں۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ما اشكل علينا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث قط
فسالنا عائشه الا وجدنا عندها منه علما

(جامع ترمذی ابواب المناقب)

جب بھی ہمیں کوئی علمی مشکل پیش آتی تو آپ کی خدمت میں حاضری دیتے آپ اس کے بارے میں تسلی بخش معلومات فراہم کر دیتیں۔

حضور ﷺ کی شان جود و سخا سے آپ کو حصہ وافر ملا تھا یہ وصف آپ کی ذات مین بہت نمایاں تھا گھر میں جو کچھ ہو تا اللہ کی رضا کی خاطر حاجت مندوں میں خرچ کر دیتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو آپ نے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ساری رقم خیرات کر دی اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا حتی کہ اس روز افطاری بھی، گھر میں کوئی چیز موجود نہ ہونے کی بنا پر پانی سے کی اس طرح سب کچھ ہوتے ہوئے راہ فقر پر گامزن رہیں۔

زیر نظر کتابچہ مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ایک خطاب سے مرتب کیا گیا ہے یہ کتابچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حوالے سے مسلم خواتین کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے جس کے مطالعہ سے انہیں اپنی سیرت و کردار، اخلاق و عادات کو آپ کی سیرت کے سانچے میں ڈھالنے کا انشاء اللہ داعیہ پیدا ہو گا۔ اس کتابچہ کے مطالعہ کے دوران قارئین کرام کسی قسم کی لفظی و معنوی خامی ملاحظہ کریں تو تعمیری اصلاح کرتے ہوئے مطلع فرمادیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے دین کی صحیح فہم اور بصیرت عطا فرمائے اور دین کی راہ پر جانثاری اور استقامت کے ساتھ چلنے والوں کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

محمد نعیم انور نعمانی

خادم

ڈاکٹر فرید الدین اسلامک ریسرچ انسٹیٹوٹ

سیّدِ عرب و عجم، صاحبِ جود و کرم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تمام ازواجِ مطہرات ایک ممتاز شانِ انفرادیت رکھتی ہیں۔ اس لیے انہیں ابدالآباد تک "امہات المومنین" کے منفرد خطاب سے نوازا گیا۔ قرآنِ حکیم ان کی عظمت و بزرگی اور مقامِ رفیع کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ
مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ
وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ
قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
[1]

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم احتیاط چاہتی ہو تو کسی سے (نرم زبان) میں (نزاکت سے) بات نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں (کسی طرح کی کجی اور) بیماری ہے وہ کسی طمع میں نہ پڑ جائے اور دستور کے مطابق (حیا سے) بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اظہارِ زینت کر کے زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔

---

[1] الاحزاب ٣٣ : ٣٢، ٣٣

مذکورہ بالا آیۂ کریمہ میں اللہ رب العزت اپنی شان ربوبیت کی قسم کھا کر اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کی ازواج سے مخاطب ہو کر اس امر کا اعلان فرماتے ہیں کہ جو عظمت و رفعت اور قدر و منزلت انہیں عطا کی گئی ہے وہ اس جہانِ آب و گل میں کسی اور خاتون کے حصّے میں آئی ہے اور نہ کبھی تا قیامِ قیامت آسکے گی۔ یوں تو اس معمورۂ ارضی میں اُمّ موسیٰؑ، حضرت مریمؑ، زوجۂ فرعون حضرت آسیہؑ اور دیگر انبیاء کرامؑ کی پاکیزہ سیرت بیویوں کے اسمارِ گرامی بھی طہارت و عفّت اور حیا و پاکیزگی کے باب میں لئے جاسکتے ہیں لیکن جو فضیلت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے جملہ ازواجِ مطہرات کو نصیب ہوئی اس میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے اور وہ بلاشبہ باعثِ صد افتخار ہیں۔

تذکارِ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد ازواجِ مطہرات میں جو اعلیٰ و ارفع اور قابلِ رشک مقام امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا ہے وہ تاریخِ اسلام کے صفحات میں آبِ زریں سے لکھنے کے قابل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی سوانحی سیرت کا بیان بلاشائبۂ ریب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی روشن اور تابناک باب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو تیم سے تھا۔ ان کے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ اور والدہ امّ رومان بنت عامر ہیں۔ ان کی ولادت آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے چار سال بعد ماہِ شوال میں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت امّ عبداللہ اور لقب صدیقہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معتمد ترین ساتھی اور دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رشتۂ صہر قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور نکاح کا پیغام بھجوایا۔ چنانچہ ہجرت سے تین سال قبل شوال میں حضرت عائشہ رضی

کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رشتہ مناکحت استوار ہو گیا۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چھ سال تھی لیکن رخصتی ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ آکر ہوئی۔ جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم میں داخل ہوئیں تو شوال کا مہینہ تھا اور ان کی عمر شریف نو سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب صدیقہ تھا لیکن کبھی کبھار حضور علیہ السلام انہیں حمیرا کہہ کر بھی پکارا کرتے تھے۔ اس سے بیوی بچوں کے نام بگاڑے بغیر انہیں پیار بھرے القاب سے پکارنا مسنون ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام زینب اور کنیت اُمِ رومانؓ تھی۔

منفرد فضیلت اور اعزاز

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے چار پانچ سال بعد ہوئی۔ اس طرح انہیں یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے آغوشِ اسلام میں آنکھ کھولی اور ان کے دامن پر کفر و شرک کی کوئی پرچھائیں تک نہ پڑی۔ یہ منفرد حیثیت اور فضیلت کسی اور صحابی یا صحابیہ کو نصیب نہیں ہوئی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عقد میں آئیں تو حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو چکی تھیں اور یہ فضیلت حضرت سودہ کے حصے میں آئی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد وہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقۂ زوجیت میں آنے والی تیسری خوش نصیب خاتون تھیں۔ یاد رہے کہ خاتونِ اوّل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی ساری اولاد سوائے ایک صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انہی کے بطن سے ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہو چکی تھی جب کہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ابھی نو عمری کا زمانہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھر کی ذمہ داریاں اور خانگی امور سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی سلیقہ شعار خاتون کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی نگاہ انتخاب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پر پڑی۔ نکاح کی تحریک خولہ بنت حکیم کی طرف سے ہوئی اور سب معاملات طے ہو گئے۔

حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے۔ نکاح کے تقدم کے بارے میں بعض مورخین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم ابن اسحاق کی رائے یہی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد ہوا۔ حضرت سودہ کا پہلا نکاح ان کے چچا زاد سکران بن عمرو سے ہوا تھا جن کا ہجرت حبشہ کے بعد انتقال ہو گیا تھا۔ بعض روایات میں سکران کے مُرتد ہونے کا ذکر ملتا ہے تاہم بیشتر مؤرخین اُن کے ارتداد سے انکار اور تادم آخر اُن کے اسلام کا اثبات کرتے ہیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حبشہ سے مکہ لوٹ آئیں تو کفار و مشرکین نے اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کے لئے انہیں ظلم و ستم اور جبر و تشدد کا نشانہ بنایا لیکن وہ مستقل مزاجی سے اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تالیفِ قلب کے لئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور اس طرح وہ حضورِ علیہ السلام کے حرم میں شامل ہو گئیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے طویل عمر پائی۔ سنِ کہولت کو پہنچ کر ان کی قوتِ سماعت کمزور ہو گئی یہاں تک کہ عمر کے آخری حصے میں بہری ہو گئیں۔ ان کے سنِ وفات پر مؤرخین کا اختلاف ہے۔ واقدی نے ان کی وفات کا سال ۵۴ ھجری بیان

کیا ہے جو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ روایات کے مطابق بعض وجوہات کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں طلاق رجعی دے دی جوان کے اصرار پر کہ میری بس اتنی خواہش ہے کہ مجھے شرفِ زوجیت سے محروم نہ کیا جائے تاکہ قیامت کے دن میرا شمار بھی آپ کی ازواج میں ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق رجعی واپس لے لی اور انہیں واپس اپنے گھر لے آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رفاقت کا زمانہ نو ۹ برس پر محیط ہے۔ وہ نو برس کی عمر میں آپ کے پاس آئیں اور جب انتقال ہوا تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کو ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ رات کے وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو ایک لمحہ کے لئے مجھے اندازہ نہ ہوا کہ کتنا سانحہ عظیم پیش آیا ہے۔ پھر جب احساس ہوا کہ کتنی بڑی نعمت چھن چکی ہے تو میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور میں اتنا ٹوٹ ٹوٹ کر روئی کہ میری گریہ وزاری تھمتی ہی نہ تھی۔ یہ کیفیت دیر تک برقرار رہی۔

حُسنِ صورت اور حُسنِ سیرت کی مرقع عظیم شخصیت

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت میں جمالیاتی اور اخلاقی محاسن ومحامد کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ وہ حسنِ صورت اور حُسنِ سیرت کا عظیم مرقع تھیں۔ معاصر صحابہ وصحابیات میں طبعی ذہانت وفطانت، فراست ومتانت اور وسعتِ علمی کے اعتبار سے کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ کم وبیش آٹھ ہزار صحابہ اور صحابیات نے علمی وفقہی معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ سے سلسلہ تلمذ قائم کیا۔ جملہ احادیث کی تعداد جو اُن سے مروی ہے ۲۲۱۰ بیان کی گئی ہے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائلی اور نجی زندگی اور خانگی احوال و معاملات کا عینی شاہد ہونے کی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمام علمی و فقہی مسائل جن کا تعلق ذاتی (PRIVATE) گھریلو زندگی سے ہے، کو جزئیات کے ساتھ بیان کیا ہے اور کوئی گوشہ تشنہ و نامکمل نہیں چھوڑا۔ قدرت نے انہیں حافظہ بھی بلا کا بخشا تھا۔ یہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال سیرت کا اعجاز و کرشمہ ہے کہ آپ کی جلوت اور خلوت کی زندگی کی تفصیلات پوری سند کے ساتھ کتب تاریخ و سیر میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہیں اور ایک ایسا مستند ریکارڈ امت کو دستیاب ہے جس میں طاعت و عبادت، شب خیزیوں اور سجدہ ریزیوں سے لے کر پبلک زندگی کے جملہ معاملات، تجارت، غزوات وغیرہ کا ہر قابل ذکر واقعہ صحت کے ساتھ تحریری شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

مغربی مستشرقین و مورخین کے بے سروپا الزامات اور ان کی حقیقت

یہاں ہم ان عیسائی اور یہودی مستشرقین اور متعصب مؤرخین کی دریدہ دہنی اور خبث باطن کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں جو اسلام دشمنی میں اندھے ہو کر سرکار دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کثرت ازدواج (POLYGAMY) کو معاذ اللہ، شہوت پرستی سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ ظالم یہ الزام دھرتے ہوئے اس حقیقت سے آنکھیں چرا لیتے ہیں کہ اگر بقول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعدد ازدواج کے پس پردہ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور شہوت کی جبلت کارفرما ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری شادی ایک ایسی خاتون سے نہ کرتے جو عمر رسیدہ ہونے کے علاوہ ثقل سماعت کے عارضہ میں مبتلا تھیں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں جب شباب کی جولانیاں ہنگامہ آفرینیاں اور شوخیاں عروج پر ہوتی ہیں اور طبیعت میں لاابالی پن کا عنصر نمایاں

ہوتا ہے ایسی خاتون کو اپنی پہلی شادی کے لئے منتخب فرمایا جو عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی اور دو بار بیوگی کا صدمہ برداشت کر چکی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی (۲) رفیقۂ حیات کے ہوتے ہوئے اس کی زندگی میں کسی دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور یک زوجگی (MONOGAMY) پر قناعت کئے رکھا۔

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات آپ کی نجی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ایک وقیع اور معتبر ذریعہ ہیں۔ آپ کی نجی زندگی کا عینی شاہد اور خلوت میں انتہائی قریب ہونے کے باعث انہوں نے کوئی ضروری پہلو اور گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جو تعلیم امت کے لئے بعد میں آنے والی نسلوں کو بتمام و کمال منتقل نہ کیا ہو۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمال سیرت کا اعجاز ہے کہ آپ کے سفر و حضر کے واقعات اور جلوت و خلوت کی پوری زندگی کی تفصیلات اپنی جزئیات سمیت قلمبند کر لی گئیں اور کتابوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئیں۔ اس مستند تاریخی ریکارڈ کو ہم تک پہنچانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات نے موثر اور فعال کردار ادا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو امت معلومات کے بیش بہا خزانے اور شریعت مطہرہ کے بہت بڑے ماخذ سے محروم ہو جاتی۔

آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مومنوں کی مائیں ہونے کے ناطے دوسروں پر یہ فضیلت و فوقیت رکھتی ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محرم راز ہونے کی بنا پر آپ کے گھریلو احوال، عائلی زندگی کے پوشیدہ گوشے، شب و روز کی کیفیات اور معاملات کمال دیانت و امانت کے ساتھ سینہ بہ سینہ دوسروں کو منتقل کر دیئے۔ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خداداد ذہانت اور حیرت انگیز قوت حافظہ کے باعث روایت احادیث میں ایک قابل رشک بلند و ارفع مقام حاصل ہے۔ ان کے ذریعے ہمیں یہ جاننے کا موقع ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں تقسیم

اوقات کیا تھی، بیویوں سے آپ کا سلوک کیا تھا، آپ کی راتیں کیسے بسر ہوتی تھیں، آپ کتنا سوتے اور کتنا جاگتے تھے، کیسے ہم کلام ہوتے تھے، کب غصہ آتا اور کب خوش ہوتے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح شریعت کے بہت سے مسائل جن کا جاننا ازبس ضروری ہے اور جن میں سے بیشتر عورتوں سے متعلق ہیں ہمیں معلوم ہو گئے تعددِ ازدواج کی جہاں اور بھی بہت سی حکمتیں ہیں وہاں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات سیرتِ پاک کے یہ گوشے بیان نہ فرماتیں تو بہت سی باتیں جو آج شریعتِ اسلامیہ کا ماخذ قرار پائی ہیں صیغۂ راز میں رہتیں اور متعدد فقہی مسائل لاینحل رہتے۔

معاصرین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت و فطانت اور علمی استعداد مسلّمہ تھی انہیں عرب تاریخ و ادب، شاعری، مروّجہ قوانین اور طب جیسے متنوّع معاملات کے بارے میں حیرت انگیز آگاہی حاصل تھی۔ فقہی امور پر کامل دسترس تھی اور علم کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس کے بارے میں انہیں کمال درجے کی معلومات نہ ہوں۔ وہ قرآنِ پاک کی حافظہ تھیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اپنے اختلافی مسائل ان کے سامنے پیش کرتے اور وہ اپنی اجتہادی بصیرت اور وسعتِ علمی سے انہیں حل کر دیتیں۔ بے شمار صحابہؓ اور صحابیات کا شمار ان کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فقہی شرعی مسائل کے بارے میں فتوے بھی دیتی تھیں۔ غرضیکہ انہوں نے ہر اعتبار سے بھرپور علمی زندگی بسر کی اور مختلف معاملات میں جن کا تعلق سیاسی، دینی اور معاشرتی پہلوؤں سے تھا امت کی رہنمائی فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بصیرت اور معاملہ فہمی اپنی مثال آپ تھی۔ انہیں

بہت سے امور میں عین الیقین کا درجہ حاصل تھا۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ سخت قحط سالی کی زد میں آ گیا۔ طویل عرصہ تک بارشیں نہ ہوئی۔ صحابہ نے نماز استسقاء اور نوافل ادا کیے۔ گڑگڑا کر عاجزی و تضرع سے دعائیں مانگیں لیکن دور دور تک بارش کے کوئی آثار نہ تھے۔ خشک سالی نے فصلیں سوکھ گئیں۔ انسان جانور اور مویشی پریشان اور زبوں حال تھے۔ ہر چیز پر مُردنی اور زردی چھائی ہوئی تھی۔ مصیبت و ابتلا کے اس عالم میں لوگ جمع ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری خستہ حالی کا کوئی مداوا کیجئے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آؤ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے استمداد کے لئے آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری دیں اور حجرے کی چھت میں سوراخ کر دیں۔ جب آسمان اور روضۂ مبارک کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو گی تو اللہ کی رحمت کا نزول ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ روایت میں ہے کہ حجرۂ مبارک میں سوراخ کرنے کی دیر تھی بادل اُمڈ کر آ گئے اور اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ عرب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جب بارش کا سلسلہ طول پکڑ گیا تو حجرہ مبارک کی چھت کے سوراخ کو دوبارہ بند کر دیا گیا۔

زُہد و ورع اور سخاوت و فیاضی کا مقام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عبادت گزاری، تقویٰ اور زہد و ورع میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ زاہدہ اور عابدہ ہونے کے علاوہ وہ بلا کی سخی اور فیاض تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا نے ان کے گزر اوقات کے لیے گزارہ الاؤنس مقرر کر رکھا تھا لیکن آپ کو جو کچھ ملتا وہ دریا دلی سے مستحقین میں لٹا دیتیں۔

ایک دفعہ مالِ غنیمت میں ہزاروں درہم ملے تو آپ نے خادم سے کہا کہ وہ سارا

مال خدا کی راہ میں تقسیم کر دے۔ اس دن آپ روزے سے تھیں۔ جب افطار کا وقت آیا تو خادمہ کہنے لگی کہ اے ام المومنین! میں نے سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اب افطار کے لئے کھجور کا ایک دانہ تک نہیں ہے۔ آپ نے شکر اور صبر کے ساتھ سادہ پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ یہ خوئے کریمانہ اور سخاوت و فیاضی کے مظاہر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنّتِ مبارکہ کے اتباع کا آئینہ دار تھے۔ وہ دیکھ چکی تھیں کہ آپ بھی ایسے موقعوں پر سخاوت و فیاضی کے دریا بہا دیتے تھے اور جب تک راہِ خدا میں درہم و دینار لٹا نہ دیتے بستر پر آرام کے لئے نہ جاتے تھے۔

تزویج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پانچ اسباب

بنظرِ غائر دیکھا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہونے کے پانچ ظاہری اسباب نظر آتے ہیں اور ایک سبب ایسا ہے جسے حقیقی سبب قرار دیا جا سکتا ہے۔ پہلے ہم ان پانچ اسباب پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالتے ہیں جو بادی النظر میں سیرت کے ہر طالب علم پر بخوبی عیاں ہونگے۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کرنے کا پہلا سبب ان کے والدِ گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گرانقدر خدمات ہیں جن کا اعتراف کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سندِ قبولیت بخشنا چاہتے تھے اور اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور عزت افزائی کا اظہار مطلوب و مقصود تھا۔

(۲) دوسرا سبب جس کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مناکحت کو پسند فرمایا وہ ان کی حدِ کمال کو پہنچی ہوئی ذہانت و فطانت تھی۔ یہ ایک خداداد جوہر تھا جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں گھر کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُور رس نگاہیں کسی خاتون کی متلاشی تھیں جسے دوسری خواتین کے سامنے بطور نمونہ (MODLE) کے پیش کیا جا سکتا اور اور اس معیار پر حضرت عائشہ کے سوا اور کوئی پورا نہیں اترتا تھا۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رفیقۂ حیات بنانے کا تیسرا سبب یہ نظر آتا ہے

کہ ان میں زہد و ورع، تقوٰی و پرہیزگاری اور طاعت و عبادت کا جوہر طبعاً کوٹ کوٹ کہ بھرا ہوا تھا اور یہ ایک ایسا وصف تھا جو آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق زوجیت نے اس جوہر کو اور بھی زیادہ چمکا دیا تھا۔

(۴) چوتھا سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت اور فیاضی تھی جو ان کی طبیعت میں اس قدر رچی بسی ہوئی تھی کہ فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ یہ وصف آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طبع کریمانہ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اس طرح دونوں کے طبائع میں ایک فطری و ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی تھی جو آگے چل کر اسلام کے مشن کو فروغ دینے میں بغایت درجہ ممد و معاون بن سکتی تھی اور بنی۔

(۵) پانچواں سبب جس کی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوسری عورتوں پر ترجیح و برتری حاصل تھی ان کی نوعمری تھی۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجلۂ عروسی میں داخل ہوئیں تو محض نو سال کی تھیں اور ابھی اٹھارہ سال کی تھیں کہ عین عالم شباب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر بیوگی کا صدمۂ جانکاہ اٹھانا پڑا۔ اس کم عمری میں جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں آئیں تو ان کی شخصیت ابھی نامکمل ہونے کے باعث کسی سانچے میں نہ ڈھلی تھی۔ چنانچہ اثر پذیری کے اعتبار سے ان کی شخصیت نے براہ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت اور پیغمبرانہ تعلیمات کو جس قدر اپنے اندر جذب کر لیا اور ان کے اثرات کو اپنے لوح قلب پر نقش کر لیا وہ کسی پختہ عمر والی خاتون کے لئے ممکن نہ تھا۔ کیونکہ زیادہ عمر کو پہنچ کر کوئی بھی خاتون اس فطری استعداد و جوہر (POTENTIAL) سے محروم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہی سبب تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بہت بڑی عالمہ، فقیہہ، زاہدہ اور عابدہ کی حیثیت سے انتہائی ممتاز اور نمایاں مقام حاصل کر گئیں۔ ان کے فقہی

علمی تبحر کا یہ عالم تھا کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے پاس مسائل پوچھنے اور فتوے طلب کرنے حاضر ہوتے تھے۔

اوپر بیان کئے گئے ظاہری اسباب اپنی جگہ مگر حقیقی سبب جو رشتۂ زوجیت قائم کرنے کا باعث بنا وہ خدائی فیصلہ تھا جو آسمانوں پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عقدِ مبارک کے سلسلے میں خود خالقِ دوجہاں نے کیا۔

باعتبار روایت حدیث

جملہ امہات المومنین میں نمایاں مقام

آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت اور فیضانِ نبوت کا اثر تھا کہ علم کے اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہ مقام حاصل ہو گیا کہ دیگر ازواجِ مطہرات میں وہ ممتاز و یگانہ حیثیت کی مالک نظر آتی ہیں۔ روایتِ احادیث میں وہ اپنے دور کے راویوں میں انتہائی اہم مقام رکھتی ہیں۔ تقابلی جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ امہات المومنین میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے پانچ، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے گیارہ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پینسٹھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو اناسی، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے سات اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے صرف چھ حدیثیں مروی ہیں۔ یہ تمام ازواجِ مطہرات اور ان کی مرویات ایک طرف اور دوسری طرف تنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی جانے والی احادیث کی تعداد معتبر روایت کے مطابق دو ہزار دو سو دس تک پہنچتی ہے۔ بعض محتاط حضرات نے ان کی تعداد ایک ہزار بیان کی ہے۔ کچھ بھی ہو، بہرحال یہ سب کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی، فقہی اور ذہنی بصیرت کا آئینہ دار ہے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصوصی فیضانِ نبوت نے جلا بخشی تھی۔

بیان کردہ پانچ ظاہری اسباب سے قطع نظر حقیقی سبب جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوسری خواتین پر فضیلت اور برتری حاصل کرنے کا باعث بنا اللہ رب العزّت کا الوہی فیصلہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عقد سے تین دن پہلے مجھے جبرائیل امین (علیہ السلام) عائشہ کا روپ دھارے خواب میں نظر آئے مسلسل تین راتیں خواب میں یہ منظر دکھایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بصورت وحی خواب میں یہ القاء فرمایا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہیں آپ کی زوجیت میں دینے کا فیصلہ خدائے قدوس نے فرمایا ہے :

ھی العائشۃ ھٰذہ زوجتك	یہ عائشہ ہے جو دنیا و آخرت میں
فی الدنیا و الآخرۃ [ل]	آپکی زوجہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ فضیلت اتنی بڑی ہے کہ باقی سب فضیلتیں اس کے مقابلے میں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی منفرد فضیلتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ مجھے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر چند ایسی فضیلتیں حاصل ہیں جن میں کوئی دوسرا میرا شریک و ہمسر نہیں۔

- میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی زوجہ ہوں جس کے ماں باپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔
- آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام جس برتن سے غسل فرماتے مجھے بھی اس برتن

[ل] مشکوٰۃ۔ باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم صـ ۵۷۴

سے غسل کرنے کی اجازت تھی۔ یہ شرف تنہا مجھے حاصل ہوا۔

○ یہ انفرادی سعادت صرف مجھے حاصل ہوئی کہ کئی بار ایسا ہوا کہ حضور علیہ السلام میرے بستر پر دراز ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔ اس وقت میرے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی متنفس موجود نہ ہوتا۔

○ سب سے بڑھ کر یہ شرف تنہا میرے حصے میں آیا کہ وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس میری گود میں تھا اور میرے ہی حجرے کو آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدفن کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ علماء و فقہاء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جسے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسدِ اقدس کو مس کرنے کا شرف نصیب ہوا فضیلت و مرتبت میں عرش معلیٰ سے بھی بڑھ کر ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

فضیلت میں مکہ بڑھ کر ہے یا مدینہ؟

علماء و صلحائے امت میں یہ بحث چلتی رہی ہے کہ مرتبہ و فضیلت میں مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ کسی نے اس بنا پر مکہ کے سر پر فضیلت کا تاج رکھا کہ مکۃ المکرمہ میں ادا کی گئی ایک نماز کا اجر و ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے جب کہ مدینہ منورہ میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتی ہے۔ فقیہوں اور عالموں کی یہ بحث اپنی جگہ لیکن اہل عشق کا ادعا یہ ہے کہ نمازوں کے اجر و ثواب کی مقدار پر فضیلت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ "خوشتر آں شہرے کہ آنجا دلبر است" کے مصداق وہ شہر، شہر آرزو جسے محبوب نے اپنے آخری مسکن کے لئے منتخب فرمایا روئے زمین پر اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا۔ اس شہر

بے مثال کے ذرّے ذرّے میں اہلِ محبت کے دلوں کی دھڑکنیں بسی ہوئی ہیں۔ اس کی گلیوں کی خاک عشاق کی آنکھوں کا سُرمہ ہے۔

اہلِ علم اور اہلِ عشق کی بحث اپنی جگہ لیکن ایک بات جسے آج تک سب تسلیم کرتے ہیں اور اس کی صحت سے کسی کو اختلاف کہ وہ خطّۂ پاک جسے سلطانِ اوّلین و آخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابدی مسکن اور مزار بننے کا شرف نصیب ہوا اس سے ہمسری کا دعویٰ بیت الحرام (کعبہ) تو درکنار بیت المعمور جو کعبۂ قدسیاں و ملائکہ ہے بھی نہیں کرسکتا۔

زمین کا ٹکڑا رشکِ آسمان ہے

رشکِ عرشِ بریں زمین کا ٹکڑا جسے آرام گہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام بننے کا شرف حاصل ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک ہی تو تھا۔ یہ آقا و مولا کے قربِ خاص اور تعلق ہی کا ثمرہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اس خطّۂ پاک میں مدفن بنانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہما جن کے مدفن جنت البقیع اور نجفِ اشرف میں فضیلت و شرف میں کسی طرح کم ہیں اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ وہ قریب والوں کو تو نوازتے ہیں اور دور والوں کو اپنی توجّہ کے فیضان سے محروم رکھتے ہیں۔ نہیں نہیں مہرِ عالمتاب رسالت کی کرنیں دور و نزدیک کو یکساں مستنیر و مستفیض کرتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زمین کے اس تقدس مآب ٹکڑے کے بارے میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روضۂ مبارک بننا تھا یوں ارشاد فرمایا:

ما بین منبری و روضتی	جو مقام میرے روضہ اور منبر کے درمیان ہے
روضۃ من ریاض	وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

الجنۃ۔[1]

مبارک ازدواجی زندگی کے چند مظاہر

اس امر میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام ازواجِ مطہرات سے یکساں نوعیت کے ازدواجی تعلقات تھے اور قرآن مجید میں جو عدل بین الازواج قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بتمام و کمال کاربند تھے اور ان میں سے کسی کو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں شکایت نہیں ہوئی تھی حسنِ سلوک اور حقوق کی یکساں ادائیگی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ازواجِ مطہرات کو ایک سطح پر رکھتے تھے لیکن قلبی محبت کے جذبات و داعیات جو فطری اور جبلی ہوتے ہیں انہیں کسی پابندی کا مکلف ٹھہرایا نہیں جا سکتا اور ان پر کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی۔

قلبی محبت اور دلبستگی کے اعتبار سے جو مقام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا وہ بایدوشاید کسی اور کے حصے میں آیا ہوگا ع یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو خصوصی جذباتی لگاؤ اور قلبی تعلق تھا اسے دیکھ کر بعض ازواجِ مطہرات میں کبھی کبھار رشک آمیز جذبات یا ملکی ازدواجی شکر رنجیوں کا پیدا ہو جانا غیر فطری اور بعید از قیاس بات نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ایک روایت[2] میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ازواجِ مطہرات نے حضرت امِ سلمٰی رضی اللہ عنہا کو اپنا ترجمان بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سب کے

---

[1] صحیح بخاری: کتاب فضائل المدینہ: ۲۵۲

[2] مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۵۷۳

دلی محسوسات کھول کر بیان کر دیئے اور پوچھا کہ حضرت عائشہ میں وہ کون سی خصوصیت اور انفرادیت ہے کہ انہیں ہم سب سے زیادہ قلبی لگاؤ اور محبّت کا مستحق اور سزاوار سمجھا جاتا ہے اور ہمیں ان کے مقابلے میں نسبتاً کم ترجیحیت اور مقام دیا جاتا ہے ۔ روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے جوشِ وکالت میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ سخت و سُست کلمات بھی کہہ دیئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناگوار لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے برداشت و تحمّل سے سب باتیں سنیں اور فرمایا :

"جو عائشہ کو اذیت و تکلیف دیتا ہے وہ در اصل مجھے اذیت و تکلیف دیتا ہے"

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا یہ جواب سن کر واپس آگئیں اور جو کچھ سنا تھا سب کو اس سے مطلع کر دیا ۔ اس پر ازواجِ مطہرات نے صلاح و مشورہ سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اس لاڈ پیار اور خصوصی تعلق کی بنا پر جو انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ۔ اپنا نمائندہ بنا کر آپ کے پاس اس معاملہ کو دوبارہ اٹھانے کے لئے بھیجا ۔ انہوں نے وہی باتیں من و عن دوبارہ بیان کر دیں تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے :

" بیٹی فاطمہ ! کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے تیرا باپ محبت کرتا ہے ؟"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں :

" کیوں نہیں ابا جان ! میں تو اُن کے ساتھ آپ سے بڑھ کر محبت کرتی ہوں "

ان احادیث مبارکہ سے ہم پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازدواجی زندگی کے کئی گوشے آشکار ہوتے ہیں ۔ عائلی زندگی میں اتار چڑھاؤ اور چھوٹی موٹی تلخیوں کا پیدا ہو جانا فطری بات ہے ۔ گاہے گاہے بتقاضائے بشریت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کے مزاج میں ناہمواری اور شکر رنجی کی کیفیات رونما ہو جاتی تھیں لیکن دودھ کے ابال کی طرح یہ حالت تھوڑا عرصہ برقرار رہتی ۔ گھر کا ماحول انتہائی فطری اور ہر قسم کے تصنع اور بناوٹ سے پاک تھا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازدواجی تعلقات بالعموم خوشگوار اور

مثالی نوعیت کے تھے ۔ اگر کبھی کوئی بات معمول سے ہٹ کر ہو بھی جاتی تھی اور ازواجِ مطہرات میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناراض ہو جاتی تو یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہ رہتی اور صلح وصفائی سے معاملہ سلجھا لیا جاتا ۔ غرضیکہ خالصۃً گھریلو فضا تھی جس میں کوئی بات فطرت کے خلاف نہ ہوتی تھی ۔ ویسے بیوی ہونے کے ناطے ہر ایک کا حق تھا کہ حضور علیہ السلام سے ناراضگی کا اظہار کر سکے ۔ یہ حق صرف ازواجِ مطہرات کو پہنچتا تھا جب کہ ایک امتی اگر لمحہ بھر کے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناراض ہو جائے تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔

ایک حدیث کی روایت کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے : " عائشہ ! جب تو خوش ہوتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے اور جب ناراض ہوتی ہے تب بھی مجھ پر تیری ناراضگی کھل جاتی ہے "

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا : " یارسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ یہ کیسے جان لیتے ہیں ؟ "

حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا : " اے عائشہ ! جب تو خوش ہوتی ہے تو بات کرتے ہوئے اللہ کی قسم " ربّ محمدؐ " (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ کر کھاتی ہے اور ناراضگی کے وقت قسم کھاتے ہوئے زبان سے میرا نام نہیں لیتی بلکہ " ربّ ابراہیم " کہہ کر مجھ سے ہمکلام ہوتی ہے " ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں : " یارسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے صحیح جانا ، ایسا ہی ہوتا ہے " [1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی بات

---

[1] صحیح بخاری ۔ باب مایجوز من الہجران ص ۸۹۸

پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناراض ہوگئیں گفتگو کے دوران لہجے میں قدرے تلخی اور آواز میں تیزی پیدا ہو گئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور یہ ماجرا دیکھا تو غصّے سے بے قابو ہوکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مارنے کے لئے دوڑے لیکن حضرت عائشہؓ جلدی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوٹ میں ہوگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کے درمیان میں آ گئے۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے قدم پاسِ ادب سے رُک گئے اور طبیعت سے جلال کی کیفیت جاتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد واپس چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے:

"دیکھا عائشہ! آج ہم نے تمہیں کیسے بچایا!"

کچھ دنوں بعد حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا پھر ادھر آنا ہوا تو گھر کے ماحول کو محبت و مودّت اور صلح و آشتی کی فضا سے معمور پایا تو ازرہِ مزاح کہنے لگے:

"بیٹی! آج ہمیں صلح میں بھی اسی طرح شریک کرلو جس طرح اس دن اپنی جنگ میں شریک کیا تھا"۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر بحیثیت مجموعی خوش گوار ازدواجی زندگی کا گہوارہ تھا۔ چھوٹی بڑی رنجشیں تو معمولی بات ہے اور یہ بشری زندگی کے احوال و کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں ایک عظیم انسان کی حقیقی زندگی کا جو نقشہ ابھرتا ہے وہ معمول کی زندگی کا مظہر و عکاس ہوتا ہے۔

آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انسانیت کے لئے مکمل و اکمل نمونہ بنا کر بھیجا گیا۔ ارشادِ ربّانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ	مومنو! بے شک تمہارے لئے رسول اللہ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۱؎	(کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

۱؎ الاحزاب، ۳۳ : ۲۱

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مطہرہ اوّل تا آخر ہر پہلو سے بشمول ملّتِ اسلامیہ تمام نوعِ بشر کے لئے ایک کامل اور قابلِ تقلید مثال اور نمونہ ہے۔ انسانی زندگی کے تمام حسین مظاہر بدرجۂ اتم آپ کی شخصیتِ مبارکہ میں بھر دیئے گئے ہیں۔

طبعِ مبارک میں ناز برداری، دلجوئی اور مزاح کا پہلو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شادی نو عمری ہی میں ہو گئی تھی اور عام بچّوں کی طرح ان کا گڑیوں سے کھیلنے کا شوق ابھی پورا نہ ہوا تھا۔ روایات میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر تشریف لاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی سہیلیوں میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتا دیکھتے تو مسکرا کر ایک طرف ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی مجھے یا میری سہیلیوں کو کھیلنے سے منع نہیں فرمایا۔ [۱]

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھیلنے میں مشغول تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے ان کے پاس پروں والا ایک گھوڑا دیکھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا "عائشہ! یہ کیسا گھوڑا ہے جس کے پر ہیں؟" اس پر میں نے کہا "حضور! یہ سلیمانی گھوڑا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اڑنے والے پَر دار گھوڑے ہوتے تھے" یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا دیئے اور فرمانے لگے "یہ گھوڑوں کے پروں والی بات آج میں نے پہلی بار سنی ہے"۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دورانِ گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہلکی پھلکی ہنسی اور مزاح کی باتیں بھی ہوتی تھیں اور آپ کے کلام میں سنجیدگی ہی نہیں خوش گفتاری کا عنصر بھی موجود تھا۔

حضرت عائشہؓ سے ایک اور واقعہ جس کی وہ خود راوی ہیں اس طرح منسوب ہے کہ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کے باہر حبشی بازی گروں کا ایک گروہ آیا اور اپنے ملک کے رسم و رواج کے مطابق پتلیوں کا کھیل دکھانے لگا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ کھیل دیکھنے کو میرا جی چاہا اور میں نے آپ سے اس سلسلے میں تقاضا کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری خواہش کی تکمیل کے لئے نیم وا دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہوگئے اور مجھے اپنے پیچھے کھڑا ہونے کو کہا۔ میں دیر تک پیچھے کھڑی تماشا دیکھتی رہی اور آپ اس وقت تک دروازے کی اوٹ میں کھڑے رہے، جب تک میں خود وہاں سے نہ ہٹ گئی۔ [1]

ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ابتدا میں جسمانی طور پر دُبلی پتلی تھی۔ ایک دن میرے دل میں دوڑ لگانے کا خیال پیدا ہوا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تو آپ آمادہ ہوگئے۔ ہم نے دوڑ لگائی جس میں دُبلا پتلا ہونے کی وجہ سے میں آگے نکل گئی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ ایک عرصہ بعد ایک دن موقع پاکر پھر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوڑ لگانے کے لئے عرض کیا۔ تب تک میرا جسم قدرے فربہ ہو گیا تھا۔ دوڑ لگائی تو اس مرتبہ حضور علیہ السلام مجھ سے آگے نکل گئے اور میں پیچھے رہ گئی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عائشہ! یہ اس دن کا بدلہ ہے"۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہتانِ مبین

واقعۂ افک

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ واقعہ غزوہ بنی المصطلق کے بعد پیش آیا۔ یہ غزوہ شعبان ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا اور یہ پہلا ایسا معرکہ تھا جس میں مسلمانوں کے

---

[1] صحیح بخاری۔ باب حسن معاشرت [2] مشکوٰۃ شریف۔ باب عشرۃ النساء صفحہ ۲۸۱

ساتھ منافقین کا ایک گروہ بھی شامل ہوا۔ یہ واقعہ جو سیرت کی کتابوں میں "واقعۂ افک" سے موسوم ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ لشکر کی روانگی سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے دور نکل گئی تھیں۔ جب وہ واپس پڑاؤ کی طرف آرہی تھیں تو انہیں پتہ چلا کہ گلے کا ہار جو بعض روایات کے مطابق وہ اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مانگ کر لائی تھیں، بے خبری میں کہیں گر گیا۔ پھر اس خیال سے پیچھے گئیں کہ قافلے کے چلنے سے پہلے ہار ڈھونڈ کر واپس پہنچ جائیں گی۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد ہار تو مل گیا لیکن قافلہ روانہ ہو چکا تھا اور اس کے دور تک کوئی آثار نہ تھے۔ وہ محمل جس میں آپ سوار تھیں اس کے ساربان نے غلطی سے یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ محمل میں ہی ہیں، اونٹ کی مہار تھامی اور قافلے کے ساتھ شریک سفر ہو گیا۔ چنانچہ پریشانی کے عالم میں وہیں چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں۔ اتنے میں حضرت صفوان بن معطل نامی صحابی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بر بنائے حکمت نگرانی کے لئے قافلے کے پیچھے رہنے پر مامور تھے۔ پہنچ گئے۔ انہوں نے ام المومنین کو پہچان لیا اور اپنے اونٹ کو اُن کے قریب بٹھا کر خود پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو گئیں تو وہ اونٹ کی نکیل تھامے آگے آگے چلنے لگے۔ یہاں تک کہ اگلے پڑاؤ پر وہ قافلے سے جا ملے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جس کا تحت اقتدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد سے چھن چکا تھا۔ وہ درپردہ آپ سے سخت بغض و عداوت رکھتا تھا اور حسد کی آگ میں جلتا رہتا تھا۔ اس کو اس بارے میں خبر ہوئی تو اس بدبخت نے عفت و حیا کی پیکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر زبان درازی اور بہتان کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ مشہور کر دیا کہ اب وہ باعصمت نہیں رہیں۔ کچھ سادہ لوح مسلمان بھی اس کے دام فریب میں آگئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے جس سے منافقین مدینہ کو ان کے خلاف

طوفانِ بدتمیزی کھڑا کرنے کا موقعہ مِل گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فطری طور پر اس اہتمام بازی پر ملول و دل گرفتہ ہوئے لیکن آپ نے مصلحتاً سکوت اختیار فرمایا۔ اس ناحق بدنامی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں۔ کبیدۂ خاطر اور آزردہ تو وہ پہلے ہی تھیں۔ عرض کرنے لگیں "آقا! اگر اجازت ہو تو کچھ دنوں کے لئے اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں"؟ حضور علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرما دی اور وہ پاک دامن عفیفہ اپنے میکے آ گئیں۔ اس دوران منافقین مدینہ نے الزام تراشیوں سے آسمان سر پر اٹھا لیا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بر بنائے مصلحت حضرت عائشہ کی صفائی میں زبان سے ایک لفظ نہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفائی میں کچھ کہتے بھی تو منافق کب ماننے والے تھے۔ اگر وہ زبانِ نبوت پر اعتبار کرنے والے ہوتے تو یہ شوشہ کھڑا ہی کیوں کرتے؟

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس مصلحت آمیز خاموشی پر آج تک بعض کم فہم اور نادان لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ وہ بزعم خویش یہ سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خاموشی بے خبری اور حقیقت حال کا علم نہ ہونے کا نتیجہ تھی حالانکہ مخبر صادق علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء نے صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خاموشی کا سبب پوچھنے پر جواباً ارشاد فرما دیا تھا:

فواللہ ما علمتُ علیٰ اھلی	خدا کی قسم! میں اپنی زوجہ مطہرہ میں
اِلّا خیراً ؎	بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سکوت فرمانے کا ایک سبب تو یہ تھا کہ اگر آپ علیہ السلام صفائی میں کچھ کہتے تو وہ بد اندیش پھر بھی ہرزہ سرائی سے نہ چوکتے اور یہ کہتے ہوئے حجاب نہ محسوس کرتے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شوہر ہیں اس لئے صفائی پیش

؎ صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر (سورہ النور) صـ ۶۹۷

کی جا رہی ہے۔

خاموشی کا دوسرا سبب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ میری جگہ خود خدائے خبیر و علیم میری اہلیہ کی برّیت کا اعلان فرمائے تاکہ افترا پردازوں کے منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت و عفت پر قرآن کی گواہی

روایاتِ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفسِ نفیس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور استفسار فرمایا کہ کیا وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ حضرت عائشہ یہ سن کر رو دیں اور کہنے لگیں "آقا! میں اپنی زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہتی۔ اب میرا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" اس عفیفہ کو یہ کہنے کی دیر تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وہ کیفیت طاری ہو گئی جو وحی نازل ہونے سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ اس کیفیت میں تھے کہ حضرت جبرائیل امین ؑ بارگاہِ ایزدی سے حضرت عائشہ رضؓ کی برّیت میں سورۂ نور کی وہ بیس آیات لے کر حاضر ہو گئے جن کی ابتدا میں اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ط [1]	(اے مسلمانو!) جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر) یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں سے (بہک جانے والا) ایک گروہ ہے۔

منافقوں اور بداندیشوں کے بہتان اور کذب آفرینیوں کا بھانڈا پھوٹ گیا اور افترا پردازوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔

اس طرح ازواجِ مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ

---

[1] النور، ۲۴ : ۱۱

والسلام کی وہ زوجہ محترمہ ہیں جن کی صفائی میں خود قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں تاکہ کھوٹے کھرے کی پہچان ہو جائے اور جاننے والے جان لیں کہ اگر قرآن سچا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاک دامنی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔